تبصرے

اسلام میں علم کا مفہوم
تصنیف: فرانز روزنتال

فرانز روزنتال[1] ایک فاضل جرمن مستشرق ہیں جو امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں استاد ہیں انھوں نے مقدمہ ابن خلدون کا انگریزی میں ترجمہ کرکے علمی دنیا میں ناموری حاصل کی ہے مسلمانوں کی تاریخ نویسی کی تاریخ پر ان کی کتاب A HISTORY OF MUSLIM HISTORIOGRAPHY نے اہل علم سے خراج تحسین وصول کیا ہے چند برس ہوئے انھوں نے اسلام میں علم کے تصور پر ایک فاضلانہ کتاب KNOWLEDGE TRIUMPHANT کے نام سے شائع کی ہے (لائیڈن، ۱۹۷۰ء) بلا تردید کہا جا سکتا ہے کہ اسلام اور علم کے موضوع پر آج تک کسی زبان میں ایسی جامع اور فکر انگیز کتاب شائع نہیں ہوئی۔ مواد جمع کرنے کے لیے انھوں نے ترکی اور مصر میں مہینوں قیام کرکے مختلف کتب خانوں کی خاک چھانی ہے۔ متعلقہ مآخذ و مصادر کے علاوہ کتب حدیث (مطبوعہ و غیر مطبوعہ) پر بھی ان کی گہری نظر ہے۔

کتاب مذکور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کے کئی ذیلی ابواب ہیں۔ باب اول میں انھوں نے علم کے اشتقاق (مادے) پر بحث کی ہے، سامی زبانوں میں لفظ علم کے مترادفات کی نشان دہی کی ہے اور زمانہ جاہلیت کے شعرا کے کلام کو جہاں علم کا ذکر آیا ہے بطور استشہاد پیش کیا ہے۔

باب دوم عہد اسلام سے متعلق ہے۔ بقول مصنف یہ وہ زمانہ ہے جب کہ ہم اندھیرے

---

[1] FRANZ ROSENTHAL

سے دفعۃً روشنی میں پہنچ جاتے ہیں۔ (ص ۱۹) فاضل مصنف کی تحقیق کے مطابق لفظ علم (مع اشتقاقات) سات سو پچاس بار (۷۵۰) قرآن مجید میں آیا ہے۔ اس کے بعد علم الیقین اور حسن الیقین پر بحث ہے اور انسانی علم اور خدائی علم کے درمیان فرق ظاہر کیا گیا ہے۔ حکمت اور معرفت پر بحث بھی خیال افروز ہے۔ باب سوم لفظ "علوم" کی تحقیق کے لیے وقف ہے۔ باب چہارم میں متکلمین، حکماء اور ارباب تصوّف کے اقوال اور ان کی تصانیف کی روشنی میں علم کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ (کتاب مذکور ص ۵۲ تا ۶۹)

باب پنجم کا عنوان ہے "علم ہی اسلام ہے"۔ یہ باب جو کہ اسی صفحات پر محیط ہے۔ (ص ۷۰ تا ۱۵۴) کتاب کی جان ہے۔ اس میں صحاح ستہ سے قدیم کتب حدیث جن میں علم کا ذکر آیا ہے کے بیان کے بعد صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی کتاب العلم کے مطالب کا خلاصہ پیش کر کے ان کا تجزیہ کیا ہے۔ کلینی کی کتاب الکافی اور قاضی نعمان فاطمی کی دعائم الاسلام کا بھی ذکر ہے۔ اس کے بعد علم اور عمل، علم اور ایمان علم اور معرفت اور اقرار اور تصدیق جیسے مباحث کے بارے میں، معتزلہ، اشاعرہ اور ماتریدیہ کے نقطہ نظر سے عالمانہ گفتگو ہے۔ ایک ذیلی باب "علم کے بارے میں شیعی تصوّرات" کے تحت زیدیوں اسماعیلیوں اور دروزیوں کے افکار کا جائزہ لیا گیا ہے۔

باب ششم کا نام علم اور نور ہے۔ اس باب میں اکابر صوفیہ کے اقوال، افکار اور ان کی تصانیف کے حوالے سے علم، معرفت، عالم اور عارف پر بصیرت افروز بحث ہے۔

باب ہفتم کا عنوان ہے "علم ہی حکمت ہے"۔ اس میں سب سے پہلے علم اور اس کی مختلف مصطلحات کے یونانی مترادفات دیے گئے ہیں، جن کا مطالعہ لسانیات کے طالب علم کے لیے معلومات افزا ہوگا۔ اس کے بعد مسلم مناطقہ، فلاسفہ، متکلمین اور اصولیوں کے نتائج فکر پیش کیے گئے ہیں۔

باب ہشتم کا نام "علم ہی معاشرہ ہے"۔ مصنف نے لکھا ہے کہ علم کی عظمت کا تصوّر مسلمانوں کے تمام طبقات، ان کی علمی سرگرمیوں بلکہ ان کے ہر شعبہ زندگی میں جاری و ساری تھا۔ ایک دُور افتادہ، ناخواندہ اور غریب مسلمان بھی علم کا لفظ سن کر اس کی

ت سے مرعوب ہو جاتا تھا۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ مسلّمہ امر تھا کہ ایک انسان
ائی اور معاشرے میں اس کی تعظیم و توقیر کا معیار صرف علم ہے نہ کہ عالی نسبی، اقتدار و
و دولت (کتاب مذکور، ص ۲۴۰-۲۴۱) علم سے ان کا شغف، عشق (امام ابن قیم کے
ظ میں محبت) کے درجے تک پہنچا ہوا تھا۔ تحصیل علم میں انھیں جو لذت ملتی تھی، اور
ر حاصل ہوتا تھا، وہ ناقابل بیان تھا۔ اس کے بعد فاضل مصنف نے ان کتب ادبیہ
کر کیا ہے جن میں علم، اس کے فضائل اور اس کے محاسن مستقل ابواب میں مذکور ہیں۔
ضمن میں اس نے ابن قتیبہ کی عیون الاخبار کے باب کتاب العلم والبیان کا مکمل ترجمہ
ل کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ عقد الفرید کے باب علم والادب، مقامات بدیعی، راغب
فہانی کے محاضرات اور زمخشری کی ربیع الابرار کے متعلقہ ادباب کے مطالب بیان کر کے
کا تجزیہ کیا ہے۔ آگے چل کر ان مستقل رسائل و تصانیف (مطبوعہ و غیر مطبوعہ) کا
رہ ہے جو خاص طور پر علم، اس کی افادیت اور تعلیم و تعلم کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔
اس موضوع پر مختلف رسائل اور ان کے مندرجات کے تعارف کے بعد الزرنوجی
امام مرغینانی صاحب الہدایہ کے شاگرد رشید) کی تعلیم المتعلم اور ابن جماعہ کی تذکرۃ السامع
لمتکلم کے مطالب و مضامین کا مختصر سا خلاصہ پیش کر دیا ہے۔ اس کے بعد انسانی علم
ں کی نارسائیوں، اس کی حدود و قیود، علما کی کوتاہیوں اور خامیوں، علم بطور زندگی اور
وحانی خوراک اور علم بمقابلہ مال و دولت اور جاہ و اقتدار جیسے عنوانات کے تحت
ثر اور مفید گفتگو کی گئی ہے۔ اس ضمن میں یونان کی قدیم فلاسفہ کے افکار کی بھی مختصر
ی تشریح آ گئی ہے۔

آخری باب میں مصنف کے کتاب کا نام
(فاتح علم) رکھنے کی وجہ تسمیہ بتاتی ہے۔ اس کی تحقیق کے مطابق اسلام میں علم کی جتنی
اہمیت ہے دنیا کے تمام مذاہب اور ان کی تہذیبیں اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر
ہیں۔ اسلام ہی مسلمانوں کی زندگی کے تمام شعبوں (علمی، روحانی اور سماجی) پر حکمران ہے۔
لہٰذا کتاب کا نام فاتح علم یا کامران علم رکھنا نامناسب نہ ہوگا (کتاب مذکور، ص ۳۳۴)

مصنف کے خیال کے مطابق یہودیت، عیسائیت اور اسلام ایک ہی درخت کی تین شاخیں ہیں جن کی مشترکہ جڑ اور بنیاد علم ہے، لیکن ان میں کمیت اور کیفیت کا فرق ہے۔ اس کے بعد قدیم ایشیائی تہذیبوں کا اسلام کے عالمگیر تصورِ علم سے مقابلہ اور مقابلہ کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ جامع علم میں یہ پراچین تہذیبیں بھی علم جیسی جامع اور ہمہ گیر اصلاح سے محروم ہیں۔ مصنف نے کتاب ان خوب صورت الفاظ پر کیا ہے۔ اسلام کا کائنات پر یہ احسان ہے کہ اس نے انسانیت کو علم جیسا زندہ جاوید تحفہ عطا کیا ہے۔ (کتاب مذکورہ ص۔۳۴۰)

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ کتاب کا مصنف اتنے علم و فضل کے باوجود بہرحال غیر مسلم ہے۔ اس کے خیالات اور نتائج فکر سے سو فی صد اتفاق مشکل ہے۔ اس کی بعض باتیں مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے قابلِ اعتراض بھی ہیں، مثلاً مصنف کی یہ قیاس آرائی کہ اوائل عہدِ اسلام میں مسلمانوں کی نشاط علمی شاید ادیان سابقہ خصوصاً یہودیت کے فیضان کا نتیجہ تھی، محض ایک مفروضہ ہے جس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔ (کتاب مذکور، صفحہ ۲۶، ۲۷)۔ ہم اس کو مصنف کے سوءِ فہم اور تنگ نظری پر ہی محمول کر سکتے ہیں۔ اسی طرح موطّا امام مالک میں "ماجاء فی طلب العلم" کے باب کے تحت لقمان حکیم کی جو نصیحت ان کے بیٹے کے نام مذکور ہے مصنف نے اس کی صحت پر شک وشبہ کا اظہار کرتے ہوئے حیرت انگیز تضاد بیانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ (کتاب مذکور، ص۔ ۷، ۱۷)۔ ان خامیوں کے باوجود مصنف کی مختلف زبانوں سے گہری واقفیت، وسعتِ معلومات، تلاش محنت، ژرف نگاہی اور دیدہ ریزی کی داد نہ دینا ناانصافی ہوگا۔ یہ کتاب اسلامیات کے ہر طالب علم کے لیے قابلِ مطالعہ ہے۔ کتاب کی زبان (انگریزی) علمی ہے حسنِ طباعت اور صحت و صفائی کے لیے مطبع بریل، لائیڈن (ہالینڈ) کا نام لینا کافی ہوگا۔

(شیخ نذیر حسین)